قرآن میں ہے ”انسان کے لیے وہی ہو گا، جس کی اس نے کوشش کی“ تو کیا ایصالِ ثواب فائدہ دیتا ہے؟

دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر: fsd-8006 تاریخ: 02-09-2022

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ تدفین کے بعد قرآنِ پاک کی تلاوت، ذکر و نعت اور درود و سلام جیسی مختلف صورتوں میں میت کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے، سوال یہ ہے کہ قرآنِ پاک میں ہے: ﴿وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى﴾ یعنی ہر شخص اپنے اَعمال کا جواب دہ ہے، تو پھر دوسروں کے یہ اعمال کیوں کر فائدہ دیں گے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

مسلمان کا اپنے کسی بھی نیک عمل جیسے تلاوتِ قرآن، ذکر واَذکار، درود و سلام کا ثواب دوسرے مسلمان کو پہنچانا نہ صرف جائز، بلکہ امر مستحسن ہے اور یہ زمانہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لے کر اب تک مسلمانوں میں چلا آرہا ہے، ایصالِ ثواب کے ثبوت پر بکثرت آیاتِ قرآنیہ، احادیث نبویہ اور اقوالِ فقہاء شاہد ہیں اور جو آیت مبارکہ ﴿وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى﴾ ”ترجمہ کنز العرفان: ”اور یہ کہ انسان کے لیے وہی ہو گا جس کی اس نے کوشش کی۔“ سوال میں مذکور ہے، اس سے ایصالِ ثواب کی نفی پر استدلال کرنا قطعاً درست نہیں ہے۔ مفسرین کرام اور فقہائے عظام نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں متعدد اَقوال بیان کیے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(1) یہ حکم منسوخ ہے۔

(2) اس آیت کا حکم قومِ ابراہیم اور قومِ موسیٰ علیہما السلام کے ساتھ خاص ہے، جبکہ اس امت کو اپنے اعمال کا فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے اور دوسرے لوگ جو ان کو اعمال کا ثواب ایصال کرتے ہیں، اس سے بھی فائدہ ہوتا ہے۔

(3)اس آیت مبارکہ میں انسان سے مراد کافر ہے کہ کافر کو کوئی بھلائی نہ ملے گی۔

(4)یہ اس وقت تک ہے، جب تک عمل کرنے والے نے اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو نہ دیا ہو، مگر جب عمل کرنے والا ثواب دے دے، تو وہ دوسرے کو پہنچے گا۔

(5)اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ جو محض بدنی عبادات ہوں، ان میں مطلقاً نیابت جائز نہیں، یعنی کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھ کر یا روزہ رکھ کر اس کو بری الذمہ نہیں کر سکتا، بلکہ یہ عبادات خود بجالائے گا، تو بری الذمہ ہو گا۔

(6)اس آیت کریمہ کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تبارک و تعالی کے عدل کے اعتبار سے انسان وہی کچھ پائے گا جو اس نے عمل کیا، لیکن اللہ تعالی اپنے فضل و رحمت سے اسے جو چاہے عطا فرمادے۔

کسی کے نیک عمل کی برکت سے دوسرے کو فائدہ پہنچنے کے متعلق اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:﴿وَ الَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جو اُن کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔ اے رب ہمارے، بے شک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔ **(القرآن، پارہ 28، سورۃ الحشر، آیت 10)**

مذکورہ بالا آیت کے متعلق تفسیر مظہری میں ہے:"قال السیوطی وقد نقل غیر واحد الاجماع علی ان الدعاء ینفع المیت ودلیله من القرآن قوله تعالی ﴿وَ الَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ﴾" ترجمہ: امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کئی علماء نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ دعا میت کو فائدہ دیتی ہے اور اس کی دلیل قرآن پاک سے اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے﴿وَ الَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ﴾ ہے۔

(التفسیر المظھری، ج09، ص127، مطبوعہ کوئٹہ)

میت کو نیک اعمال پہنچانے کے متعلق صحیح بخاری میں ہے:" عن عائشة رضی اللہ عنھا ان رجلا قال للنبی صلی اللہ علیه وسلم ان امی افتلتت نفسھا واظنھا لو تکلمت تصدقت فھل لھا اجر ان

تصدقت عنها؟ قال نعم "ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی: میری ماں اچانک فوت ہوگئی ہیں، میرا خیال ہے کہ اگر وہ کوئی بات کرتیں تو صدقہ دینے کا کہتیں، تو اگر میں ان کی طرف سے خیرات کروں تو کیا انہیں ثواب ملے گا؟ ارشاد فرمایا: جی ہاں۔

(صحیح البخاری، ج02، ص102، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

سنن ابو داؤد میں ہے: "عن سعد بن عبادة انه قال يا رسول الله ان ام سعد ماتت فای الصدقة افضل؟ قال الماء قال: فحفر بئرا وقال هذه لام سعد "ترجمہ: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! امِّ سعد (میری ماں) انتقال کر گئی ہیں، تو کون سا صدقہ (ان کے لیے) بہتر ہے؟ فرمایا "پانی" تو انہوں نے کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ کنواں سعد کی ماں کے لئے ہے۔

(سنن ابو داؤد، ج2، ص130، مطبوعہ مکتبۃ العصریۃ، بیروت)

دورِ رسالت سے آج تک اپنے نیک اعمال کا ثواب دوسرے **مسلمان بھائی کو پہنچانے کے متعلق بدائع الصنائع میں ہے:** "وعليه عمل المسلمين من لدن رسول الله صلى الله عليه وسلم الى يومنا هذا من زيارة القبور وقراءة القران عليها والتكفين والصدقات والصوم والصلاة وجعل ثوابها للاموات ولا امتناع فی العقل ايضا لا ن اعطاء الثواب من الله تعالى افضال منه لا استحقاق عليه فله ان يتفضل على من عمل لا جله يجعل الثواب له كماله ان يتفضل باعطاء الثواب من غير عمل راسا "ترجمہ: قبروں کی زیارت کرنا اور قبروں پر قرآن پاک کی تلاوت کرنا (مُردوں کو) کفن دینا، صدقات کرنا، روزہ رکھنا اور نماز پڑھنا اور ان سب کا ثواب مُردوں کو پہچانے پر مسلمانوں کا دورِ رسالت سے لے کر آج کے دن تک عمل ہے اور (نیک اعمال کر کے مُردوں کو ثواب ایصال کرنا) عقلا بھی ناممکن نہیں، کیونکہ ثواب دینا اللہ تعالی کی طرف سے فضل ہے، اس پر لازم نہیں ہے، وہ چاہے تو اس بندے پر بھی فضل فرمادے، جس کو ثواب پہنچانے کے لیے کوئی بندہ عمل کرے، جیسا کہ اللہ خود مختار ہے اس میں کہ بغیر کسی عمل کے ہی کسی کو ثواب (یعنی اپنا فضل) عطا فرمادے۔

(بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ج02، ص212، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

سوال میں درج آیت کریمہ کے حکم کے منسوخ ہونے کے بارے میں تفسیر خازن میں ہے:”قال ابن عباس: هذا منسوخ الحکم فی هذه الشریعة بقوله تعالی ﴿الحقنا بهم ذریتهم﴾“ترجمہ: **حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ حکم ہماری شریعت میں اللہ تعالی کے فرمان (الحقنا بھم ذریتھم) سے منسوخ ہو گیا۔**

(تفسیر خازن، ج04، ص213، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

تفسیر طبری میں ہے:”عن ابن عباس أنه قال: هذه الآية منسوخة قوله ﴿وأن ليس للإنسان إلا ما سعى﴾ فأنزل الله بعد هذا ﴿والذين آمنوا واتبعتهم ذريتهم بإيمان ألحقنا بهم ذريتهم﴾ فأدخل الأبناء بصلاح الآباء الجنة“ترجمہ: **حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا: یہ آیت ﴿وأن ليس للإنسان إلا ما سعى﴾ منسوخ ہے کہ اللہ تعالی نے اس آیت کے بعد یہ آیت ﴿والذين آمنوا واتبعتهم ذريتهم بإيمان ألحقنا بهم ذريتهم﴾ نازل فرمائی، لہذا بچوں کو باپوں کی نیکی کی وجہ سے جنت میں داخل کیا گیا۔**

(ملخص از تفسیر طبری، ج22، ص80، مطبوعہ دار ھجر)

اس حکم کے قومِ ابراہیم و قومِ موسی علیہما السلام کی امت کے ساتھ خاص ہونے کے بارے میں حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالی عنہ کا فرمان ہے:” وقال عكرمة: كان ذلك لقوم إبراهيم وموسى، فأما هذه الأمة فلهم ما سعوا وما سعى لهم غيرهم “ترجمہ: **حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالی عنہ کا فرمان ہے: یہ حکم حضرت ابراہیم اور حضرت موسی علیہما السلام کی قوم کے ساتھ خاص ہے، بہر حال یہ امت تو ان کے لیے وہ اجر بھی ہے جس کی یہ (خود) کوشش کریں اور اس کا اجر بھی ہے جو (کسی کی طرف سے) ان کے لیے کیا جائے۔**

(تفسیر بغوی، ج04، ص314، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

تفسیر صراط الجنان میں ہے:”ایک قول یہ ہے کہ یہ مضمون بھی حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما الصلوۃ والسلام کے صحیفوں کا ہے، اور کہا گیا ہے کہ یہ ان ہی امتوں کے لئے خاص تھا، جبکہ اس امت کے لئے ان کا اپنا عمل بھی ہے اور وہ عمل بھی ہے جو ان (کو ثواب پہنچانے) کے لئے کیا گیا ہو۔“

(تفسیر صراط الجنان، ج09، ص571، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:" ھذا القوم ابراھیم وموسی واما ھذہ الامۃ لھم ما سعوا وسعی لھم "ترجمہ: یہ (آیت) حضرت موسی اور حضرت ابراھیم علیہما السلام کی قوم کے بارے میں ہے، بہر حال یہ امت تو ان کے لیے وہ اجر بھی ہے جس کی یہ (خود) کوشش کریں اور اس کا اجر بھی ہے جو (کسی کی طرف سے) ان کے لیے کیا جائے۔ (الاختیار لتعلیل المختار، ج04، ص180 مطبوعہ القاھرۃ)

مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں انسان سے مراد کافر ہونے کے بارے تفسیر خازن میں ہے:" وقیل اراد بالانسان الکافر والمعنی لیس لہ من الخیر الا ما عمل ھو فیثاب علیہ فی الدنیا بان یوسع علیہ فی رزقہ ویعافی فی بدنہ حتی لا یبقی لہ فی الاخرۃ خیر "ترجمہ: اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں (آیت میں) انسان سے کافر مراد ہے (اور آیت کے) معنی یہ ہیں کہ کافر کو کوئی بھلائی نہ ملے گی، مگر اس نے جو (اچھا) عمل کیا تو اسے دنیا میں اس کا ثواب دیا جائے گا (وہ اس طرح) کہ اس پر اس کے رزق میں کشادگی کر دی جائے گی اور اس کے بدن کو عافیت (تندرستی) دی جائے گی، یہاں تک کہ اس کے لیے آخرت میں کوئی بھلائی (حصہ) باقی نہ رہے گا۔
(تفسیر خازن، ج04، ص213، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

تفسیر بغوی میں ہے:" وقال الربيع بن أنس: ﴿وأن ليس للانسان إلا ما سعى﴾ يعني الكافر، فأما المؤمن فله ما سعى وما سعي له "ترجمہ: اور ربیع بن انس نے کہا: ﴿وأن ليس للانسان إلا ما سعى﴾ میں انسان سے مراد کافر ہے، بہر حال مؤمن تو اسے وہ ملے گا جس کی اس نے کوشش کی اور جو اس کے لئے کوشش کی گئی۔ **(تفسیر بغوی، ج04، ص315، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)**

الاختیار تعلیل المختار میں ہے:" ومذھب اھل السنۃ والجماعۃ ان للانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ ویصل۔۔۔ ومنع بعضھم من ذلک وقال لا یصل متمسکا بقولہ تعالی ﴿وَاَنۡ لَّیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی﴾۔۔۔ الجواب عن الایۃ من وجوہ۔۔۔ المراد بالانسان ھنا الکافر اما المومن لہ اجر ما سعی وسعی لہ "یعنی اہلسنت وجماعت کا مذہب یہ ہے کہ انسان کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو

پہنچائے اور وہ پہنچتا ہے۔۔۔اور بعض اس سے منع کرتے ہیں اور آیت ﴿وَ اَنۡ لَّیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی﴾ کو دلیل بناتے ہوئے کہتے ہیں کہ (یہ ثواب دوسرے کو) نہیں پہنچتا، اس آیت کا جواب کئی طرح سے ہے: (ان میں سے ایک جواب یہ ہے کہ) اس آیت میں انسان سے مراد کافر ہے بہر حال مومن، تو اس کے لیے اس (عمل) کا اجر بھی ہے جس کی اس نے کوشش کی اور اس (عمل) کا اجر بھی ہے جو (کسی کی طرف سے) اس کے لیے کیا گیا۔

(الاختیار لتعلیل المختار ج04، ص180، مطبوعۃ القاھرۃ)

اس آیت کا محمل عمل کرنے والے کے اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو دینے کے متعلق بحر الرائق میں ہے:"وفیه تاویلات اقربها ما اختاره المحقق ابن الهمام انها مقیدة بما یهبه العامل یعنی لیس للانسان من سعی غیره نصیب الا اذا وهبه له فحینئذ یکون له" ترجمہ: اس آیت میں کئی تاویلات ہیں: ان میں (درستگی کے) قریب ترین وہ ہے، جس کو محقق امام ابن ہمام نے اختیار کیا ہے کہ یہ مقید ہے اس صورت کے ساتھ جس کو عمل کرنے والا ہبہ کرے یعنی انسان کے لیے دوسرے کے عمل سے حصہ نہیں ہے، مگر جب وہ عمل کرنے والا اس عمل کا ثواب کسی کو دے دے، تو وہ اس وقت اس کے لیے ہو جائے گا (جس کو عمل کرنے والے نے دیا)۔

(البحر الرائق، ج6، ص142، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

اس آیت سے مراد محض وہ بدنی عبادات ہیں، جن میں مطلقاً نیابت جائز نہیں، جیسا کہ بدائع الصنائع میں ہے:"والبدنیة المحضة لا تجوز فیها النیابة علی الاطلاق لقوله عز وجل ﴿وَ اَنۡ لَّیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی﴾ الا ما خص بدلیل وقول النبی صلی اللہ علیه وسلم لا یصوم احد عن احد ولا یصلی احد عن احد ای فی حق الخروج عن العهدة لا فی حق الثواب" ترجمہ: جو محض بدنی عبادات ہوں ان میں مطلقا نیابت جائز نہیں، اللہ تعالی کے اس فرمان کی وجہ سے ﴿وَ اَنۡ لَّیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی﴾ مگر جو کسی دلیل سے خاص ہو جائے (اس میں نیابت درست ہو گی) اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: نہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھے، نہ کوئی کسی کی طرف سے نماز ادا کرے، یہ فرمان اپنے اوپر لازم شدہ کام سے بری الذمہ ہونے کے حق میں ہے نہ کہ ثواب کے حق میں۔ (یعنی کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھ کر یا روزہ رکھ کر اس کو بری الذمہ نہیں کر سکتا، بلکہ اس کو خود رکھنا ہو گا

پھر بری الذمہ ہو گا، لیکن نماز، روزہ کا ثواب پہنچا سکتا ہے)۔

(بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ج02، ص212، مطبوعه دار الكتب العلمية، بيروت)

عدل کی طرف نسبت کے متعلق تفسیر روح البیان میں ہے: "ومنها انه بالنسبة الى العدل لا الفضل"

ترجمہ: اور اس آیت کے جوابات میں سے ایک جواب یہ ہے کہ انسان عدل کی طرف نسبت کرتے ہوئے وہی پائے گا جو اس نے کیا ہے، نہ کہ فضل کی طرف نسبت کرتے ہوئے۔

(روح البيان، ج09، ص249، مطبوعه دار الفكر، بيروت)

تفسیر صراط الجنان میں ہے: "مفسرین نے اس آیت کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا ہے کہ آدمی عدل کے تقاضے کے مطابق وہی پائے گا جو اس نے کیا ہے اور اللہ تعالی اپنے فضل سے جو چاہے عطا فرمائے۔"

(تفسیر صراط الجنان، ج09، ص574، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

عبدالرب شاکر عطاری قادری

04صفر المظفر 1444ھ/02ستمبر 2022

الجواب صحیح

مفتی محمد قاسم عطاری

دار الافتاء اہلسنت darulifta@dawateislami.net

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ /www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے